بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | منگل ۵ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ ۔ ۱۰ صلح ۱۳۶۳ ہش ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۸۴ء | نمبر ۸

اخبار احمدیہ

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق

تازہ اطلاع ○ (مورخہ ۹ جنوری ۱۹۸۴ء)

"خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت پہلے سے بہتر ہے رات نیند بھی آگئی تھی"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کامل عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کے ۹۱ ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز حضور ایدہ اللہ کا خطاب

بیوت الحمد منصوبے کے تحت مکانوں کے ڈیزائن بنانے میں اوّل، دوم آنے والوں کو حضور کی طرف سے انعام

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے ذریعے جماعت میں علمی کتب لکھنے کا اچھا شوق پیدا ہوا ہے:

محترم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خاں صاحب (مرحوم) نے سلسلہ کی اچھی خدمات انجام دیں

جماعت احمدیہ کے فنی ماہرین کی مختلف ایسوسی ایشنز کی نمایاں کارکردگی کا تذکرہ

تاجروں کی ایسوسی ایشن ایسے منصوبے بنائے کہ غرباء اور بیوگان گھر بیٹھے کوئی کام کر کے روزی کما سکیں!

قسط نمبر ۶

ربوہ ۲۷ فتح/دسمبر ۱۹۸۳ء۔ جلسہ سالانہ کے دوسرے روز اپنے خطاب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعتی اداروں پر سال بھر میں نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر فرمایا۔ حضور نے مختلف جماعتی اداروں کا ذکر فرمانے کے بعد بیوت الحمد منصوبہ کے ایک خاص پہلو پر روشنی ڈالی۔

حضور نے فرمایا۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ بیوت الحمد منصوبے کے تحت جو مکانات بنائے جائیں گے ان کے ڈیزائن بنانے کا مقابلہ کروایا جائے گا۔ اور جو احمدی آرکیٹیکٹ اوّل آئیگا اس کو میں اپنی طرف سے ایک خاص انعام دونگا اس سلسلہ میں جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کے فیصلہ کے مطابق مکرم نواز احمد منہاس صاحب اور مکرم میجر بشیر احمد خان صاحب طارق اوّل آئے ہیں۔ دونوں نے بہت خوبصورت ڈیزائن بنائے ہیں اور بہت محنت کی ہے۔ ان کے علاوہ لیفٹیننٹ کمانڈر محمد اجمل صاحب دوم آئے ہیں انہوں نے بھی بہت اچھا ڈیزائن بنایا ہے۔ حضور نے اعلان فرمایا کہ میں اپنا ایک ایک قلم اور تفسیر کبیر کی کتب کا سیٹ انہیں بطور انعام دیتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے ان تینوں اصحاب کے نام پکارے اور اپنے دستِ مبارک سے انہیں انعام مرحمت فرمایا۔

فضلِ عمر فاؤنڈیشن:

حضور نے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ ادارہ بھی بہت اچھا کام کر رہا ہے۔ یہ حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات کی تین جلدیں خطباتِ محمود کے نام سے شائع کر چکا ہے۔ چوتھی جلد تیار ہے اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی چار اہم کتب انہوں نے شائع کی ہیں۔ یہ کتب ذکرِ الٰہی، حقیقۃ الرؤیا، ملائکۃ اللہ اور سیرۃ النبیؐ ہیں۔ اس کے علاوہ ہستی باری تعالیٰ زیر طبع ہے۔ اس ادارے کے تحت علمی تصانیف پر سالانہ انعام دیا جاتا ہے۔ اس کے تحت بہت اچھی کتب لکھی گئی ہیں اور جماعت میں اچھی علمی کتب لکھنے کا اچھا شوق پیدا ہوا ہے۔

محترم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب کا ذکرِ خیر:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس ضمن میں محترم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب مرحوم کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا۔ مرحوم ایک ایسے کارکن تھے جو فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی بہت خدمات بجا لاتے رہے۔ وہ فاؤنڈیشن کی لٹریری کمیٹی کے صدر تھے انہوں نے بہت اچھا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور سلسلہ کے لئے خدمت کرنے والے نئے نئے افراد مہیا فرماتا رہے۔

متفرق فنی ماہرین کی علمی ایسوسی ایشنز:

حضور ایدہ اللہ نے جماعت کے مختلف اداروں کی خدمات کے ضمن میں فنی ماہرین کی خدمات کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا۔ آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن نے سلسلہ کی اہم خدمات انجام دی ہیں۔ اس سال جو کام مکمل ہوئے ہیں ان میں دفتر صد سالہ جوبلی۔ توسیع خلافت لائبریری، انصار اللہ اور وقفِ جدید کے مہمان خانے خدام الاحمدیہ کے مہمان خانے کی توسیع اور دارالضیافت کے جدید بلاک کی بالائی منزل کی تعمیر شامل ہیں۔ بڑھتے ہوئے کام کی وجہ سے ایک نیا ادارہ منصوبہ بندی جماعتی تعمیرات بنایا گیا ہے۔ اس کے تحت بھی متعدد کام شروع کئے گئے ہیں جن میں صدر انجمن احمدیہ کے کوارٹرز کی از سر نو تعمیر کا کام سب سے اہم ہے۔ کیونکہ اب وہ اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ سب کو گرا کر نیا بنانا پڑے گا۔

تربیتی ربوہ کمیٹی کے کام کے بارے میں حضور نے فرمایا۔ اس میں کام شروع کر دیا گیا ہے اس کے سپرد ربوہ میں سبزہ اگانا۔ پھول لگانا اور گندگی دور کرنا ہے۔ اس کام کے لئے دو الگ الگ مجلسیں قائم کی گئی ہیں۔ انہوں نے گزشتہ چند ماہ میں اتنی محنت سے کام کیا ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں پودے مہیا کرنے کا انتظام کر دیا ہے۔ اس کی پنیری لگا دی گئی ہے اور پودے جلد حاصل ہو جائیں گے۔ کوشش یہ ہے کہ سارا ربوہ صد سالہ جوبلی کے موقع پر پھولوں سے اسی طرح لہلہا رہا ہو جس طرح باطنی طور پر روحانی خوشی و مسرت سے لہلہا رہا ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز!

مجلسِ صحت:

اس مجلس کے تحت سوئمنگ پول اور سکواش کورٹ بنائی جا رہی ہے اس مجلس کا کام یہ ہے کہ ساری دنیا سے احمدی کھلاڑیوں کو تلاش کر کے ان کو آگے بڑھایا جائے۔

دارالشیوخ، دارالیتامیٰ:

حضور نے فرمایا اس ضمن میں یہ سکیم بن رہی ہے کہ جماعت کے جو بچے یتیم ہوں۔ جماعت ان کو یتیم نہ رہنے دے اور ہمیشہ کے لئے یہ لکھ دیا جائے کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں میں سے کوئی یتیم نہیں۔ اس کے علاوہ بے سہارا مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ رہنے کا انتظام کرنے کے لئے دارالشیوخ بنایا جا رہا ہے۔

مکینیکل انجینئر:

حضور نے فرمایا روٹی پکانے کا خودکار پلانٹ حال ہی میں تیار ہو کر آیا ہے۔ اس کی آزمائش ہو رہی ہے اس سے پہلے روٹی پکانے کا پلانٹ بھی احمدی انجینئرز نے ہی تیار کیا تھا۔

ٹیلی کمیونیکیشن:

اس ضمن میں سلسلے کے انجینئرز نے بہت عظیم خدمات انجام دی ہیں۔ (باقی صفحہ پر)

رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۲۵۴ پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: سید عبدالحیٔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۸۳ء سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

لجناتِ اماء اللہ عالمی سطح پر یکساں اسلامی اقدار کے قیام کی نگرانی کریں

ہر ملک کی احمدی عورتیں اسلامی معاشرے کی اس طرح علمبردار ہوں کہ ہم ان کو بطور مثال دنیا کے سامنے پیش کر سکیں

عورت کو مغرب سے آزاد کرانا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور انہیں اسلامی تعلیم کی حدود میں واپس کھینچ لانا بہت بڑا کام ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نرم اور دردمند دل اپنائے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی اس لئے سختی کی طرف مائل نہ ہوں

دنیا بھر میں ہمیں باخدا عورتیں پیدا کرنی ہوں گی: یہی ہیں جو انقلاب برپا کریں گی

آج ایک دو نہیں، کروڑوں باخدا عورتوں، بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کی ضرورت ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع سے ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو جو خطاب فرمایا وہ صیغہ نشر و اشاعت نے اپنی ذمہ داری پر ماہنامہ مصباح دسمبر ۱۹۸۳ء / جنوری ۱۹۸۴ء میں شائع کروایا ہے: الفضل اس خطاب کو دیگر قارئین کے خاطر ذیل میں شائع کر رہا ہے: (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"کل مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے افتتاح پر میں نے خدام کو مبارک باد دی تھی کہ حسب سابق ان کا قدم ترقی کی جانب ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے حاضری میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ مجھے امید تو تھی کہ ہماری بہنیں، ہماری مائیں بیٹیاں اور سب خواتین بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت زیادہ تعداد میں شامل ہوں گی لیکن یہ خیال نہیں تھا کہ

وہ خدام کو پیچھے چھوڑ جائیں گی

جیسا کہ نظر آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی عورتیں دن بدن مستعد ہوتی چلی جا رہی ہیں اور نہ صرف جاگ رہی ہیں بلکہ بڑے عزائم کے ساتھ جاگ رہی ہیں اور ہر تقریب پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دین کی محبت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ نیک اعمال میں اضافہ ہو رہا ہے اور وہ یہ فیصلہ کر چکی ہیں کہ ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ نیکی کے کاموں میں مردوں سے کسی طرح پیچھے نہیں رہنا۔ چنانچہ آج کا اجتماع بھی ان کے اس ارادے کا مظہر اور اس بات کا آئینہ دار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک ارادوں کو قبول فرمایا اور انہیں پہلے سے بہت زیادہ تعداد میں اجتماع میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی۔ ۴۳۰ لجنات سے امسال ۶۹۹۷ ممبرات شامل ہوئی ہیں جبکہ ربوہ کی ممبرات کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ گزشتہ سال ۳۲۵ لجنات سے ۲۹۵۰ لجنات شامل ہوئی تھیں گویا خدا تعالیٰ کے فضل سے تقریباً دگنی تعداد میں اس دفعہ بیرونی مجالس سے لجنات حاضر ہوئی ہیں۔

کراچی کی رپورٹ جب مجھے ملی تھی تو ان کی تعداد بھی مردوں سے دگنی تھی اس سے مجھے اندازہ تو ہوا تھا کہ آپ ماشاء اللہ اس دفعہ اپنے بھائیوں، باپوں اور بیٹوں کو شرمندہ کرنے کے لئے حاضر ہو رہی ہیں۔ لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ اتنا فرق ڈال جائیں گی ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر میدان میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خلیفۃ المسیح کی حیثیت سے۔ مرد آگے بڑھیں تب بھی مجھے خوشی ہوتی ہے، عورتیں آگے بڑھیں، تب بھی مجھے خوشی ہوتی ہے لیکن

اس زمانے کا تقاضا یہ ہے

کہ عورتیں زیادہ تیز رفتاری سے آگے آئیں کیونکہ کثرت سے اسلام پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اسلام نے اپنی عورتوں کو دبا کے رکھا ہوا ہے اور ایسی قید و بند کا پابند کر دیا ہے کہ وہ دنیا کے کسی کام کی اہل نہیں رہیں

اس اعتراض کے نظریاتی جواب تو ہم دیتے رہتے ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ توفیق دے، لوگوں کے دلوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اس کا اصل جواب احمدی عورتوں کا عمل کے میدان میں آگے بڑھنا ہے۔ وہ اس قوت اور زور کے ساتھ آگے بڑھیں کہ اہل دنیا کے اسلام کے خلاف تمام اعتراضات کو جھٹلانے کے لئے ان کا عمل کافی ثابت ہو جائے۔ اس ارادے کے ساتھ آگے آئیں کہ آج محض باتوں کا وقت نہیں رہا۔ بلکہ دنیا نمونے کو تلاش کرتی ہے۔ آج

احمدی عورت کا فرض ہے

کہ وہ دنیا پر یہ ثابت کرے کہ ہم اسلامی پردے کی حدود میں رہتے ہوئے بھی تمام نیک کاموں میں آگے بڑھنے سے کسی پہلو سے بھی محروم نہیں کی گئیں۔ اور یہ بھی ثابت کریں کہ ہمارا معاشرہ زیادہ امن کا معاشرہ ہے، زیادہ عزت کا معاشرہ ہے۔ زیادہ طمانیت قلب کا معاشرہ ہے۔ ابھی ہمیں ان امور میں بہت سے سفر طے کرنے ہیں۔ بہت سے قدم آگے بڑھانے ہیں اور میرے ذہن میں ایک پروگرام ہے جس کے تحت میں چاہتا ہوں کہ رفتہ رفتہ احمدی عورت ان سارے کھوئے ہوئے میدانوں کو دوبارہ حاصل کرے جن میدانوں کو حاصل کئے بغیر اسلام کو دنیا پر فتح نصیب نہیں ہو سکتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ آج اسلام پر جو شدید اعتراضات وارد ہوتے ہیں اُن میں

سب سے بڑا اعتراض

یہ ہے کہ اسلام نے اپنی عورت کو نیک کاموں میں شرکت سے محروم کر دیا ہے، ترقی کی راہیں اس کے لئے مسدود کر دی ہیں۔ اور اسلام کی تعلیم پر رہتے ہوئے عورت کو اس کے حقوق عطا نہیں ہو سکتے اور وہ لازماً مردوں سے پیچھے۔ بلکہ بہت پیچھے رہے گی۔

چنانچہ میں نے جب اس دفعہ مشرق بعید کا سفر اختیار کیا تو ایک بھی ملک ایسا نہیں پایا جہاں پر یہ اعتراض نہ اٹھائے گئے ہوں۔ بلکہ جہاں تک آسٹریلیا کا تعلق ہے میرا وہی تجربہ ہوا جو یورپ کا تجربہ تھا۔ گویا یہ بھی ایک مغربی ملک ہی ہے اور عیسائی ملک ہے۔ ان کے رجحانات اس لحاظ سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ اسلام کی دوسری تعلیم کے متعلق سوالات وجوابات کے دوران جب بھی انہوں نے محسوس کیا کہ لوگ متاثر ہو رہے ہیں تو سب سے بڑا حربہ جو انہوں نے ہمارے خلاف استعمال کیا وہ یہی تھا کہ آخر پر عورت سے متعلق ایک سوال بچا کے رکھا ہوتا تھا اور پھر وہ بڑے مسکرا کر اور بڑی لہک کے ساتھ یہ سوال پیش کیا کرتے تھے کہ اب بتاؤ اس کے بعد مغربی دنیا پر اسلام کا کیا اثر باقی رہ سکتا ہے۔ جب تم عورت کے معاملے میں بتاؤ گے کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے تب ہم دیکھیں گے کہ کس طرح تم ہمارے دل جیت سکتے ہو۔ پس یہ ان کا رجحان تھا لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا کہ اسلامی تعلیم کسی مقام پر بھی شکست نہیں کھاتی اور جب تحمل اور حوصلے کے ساتھ انہیں اسلامی تعلیم کے مختلف پہلو بتائے گئے تو بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ جو مستورات شامل تھیں انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں یہی تعلیم بہتر ہے۔

چنانچہ آسٹریلیا ہی میں ایک ایسی مجلس میں شرکت کا موقع ملا جہاں ایک سو عیسائی آسٹریلین باشندے شامل ہوئے۔ ایک احمدی خاندان نے اُن کی دعوت کی ہوئی تھی اور بڑے اخلاص سے انہوں نے اس کا انتظام کیا تھا۔ ان کا دائرۂ اثر خاصہ وسیع ہے۔ اس لئے چھوٹے سے قصبہ کے تمام قابلِ ذکر لوگ بکثرت اس میں شامل ہوئے تھے، وہاں سوالات و جوابات بھی ہوئے، اس میں عورت کا سوال بھی اٹھایا گیا اور اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں بدنیتی سے نہیں اٹھایا گیا کیونکہ وہاں سارے ماحول میں بڑی محبت اور دوستی کا رنگ پایا جاتا تھا مگر بہرحال یہ سوال اکثر اوقات کیا جاتا ہے۔

اس مجلس کے اختتام کے بعد دوسرے دن ایک عورت اس خاندان کے پاس آئی اور اس کا تأثر یہ تھا اس مجلس کے متعلق، اس نے کہا کہ میں نے ایک فیصلہ تو کر لیا ہے اور

میرا دل اس یقین سے بھر گیا ہے

کہ آخر میں لازماً مسلمان ہونا پڑے گا۔ لیکن اس کے لئے بھی کچھ ہمت چاہیئے۔ کچھ مزید مطالعہ کی ضرورت ہوگی، تاہم ایک فیصلہ میں نے آج ہی کیا ہے کہ جب مسلمان ہونا ہی ہے تو کم سے کم نماز پڑھنی تو سیکھ لوں۔ اس لئے تم مجھے ابھی سے نماز شروع کرا دو اور دوسرے اس نے کہا کہ میں معمر عورت، موت کا کوئی پتہ نہیں، اس لئے میں چاہتی ہوں کہ اگر میرا وقت آئے تو میں خدا سے یہ تو کہہ سکوں کہ اسلام سیکھتے سیکھتے مری ہوں۔

پس دنیا میں عورتیں بھی خدا کے فضل سے اسلامی تعلیم سے متاثر ہو رہی ہیں اور جب انہیں بتایا جاتا ہے کہ اسلام تمہارے لئے زیادہ امن اور زیادہ خوشحالی کی زندگی پسند کرتا ہے اور تمہیں مختلف قسم کی قیدوں سے آزاد کرتا ہے نہ کہ قیدوں میں مبتلا کرتا ہے۔ تو وہ اس بات کو سمجھ جاتی ہیں۔ لیکن جب یہ ساری باتیں ہو چکتی ہیں تو بسا اوقات یہ سوال بھی ہوتا ہے کہ

یہ معاشرہ کہاں ہے

کس خطۂ عالم میں وہ موجود ہے جس کا تم ذکر کر رہے ہو تاکہ ہم بھی دیکھیں۔ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب سب سے زیادہ مشکل ہے، کیونکہ جہاں تک عالمِ اسلام کا تعلق ہے۔ آپ مشرق میں جائیں یا مشرقِ بعید میں، جہاں مسلمانوں کی کافی تعداد موجود ہے۔ یا پھر مشرقِ وسطیٰ میں آ جائیے یا برصغیر پاک و ہند کے حالات پر نظر دوڑائیے کوئی ملک ہم پیش نہیں کر سکتے جس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ وہاں کی عورت اسلامی معاشرے کی علمبردار ہے۔ اور اگر تم عورتوں کا اسلامی معاشرہ دیکھنا چاہو، مطالعہ کرنا چاہو تو فلاں ملک میں چلے جاؤ۔ اس لئے مجھے اس سوال کے جواب میں ہمیشہ دقت محسوس ہوتی ہے۔ میں انہیں یہ تو کہتا ہوں کہ جہاں تک ہمارا اختیار ہے ہم کوشش کرتے ہیں اور پھر انہیں ربوہ کی مثال دیتا ہوں اور ربوہ آنے کی دعوت بھی دیتا ہوں۔ لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ جب تک ایک پورے ملک کی تمام مستورات اسلامی معاشرہ پر قائم نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک جہاں تک دنیا کا تعلق ہے ان کے سامنے کھلی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

اس کا

دوسرا جواب یہ ہوتا ہے

کہ ہم تمہارے ملک میں جہاں بسے ہوئے ہیں۔ وہاں کی عورتیں اسلام کے معاشرے کی علمبردار ہیں، جو احمدیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن اس پہلو سے بعض جگہ کمزوریاں ہیں۔ اس لئے یہ جواب ہر ملک میں نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے لجنہ اماء اللہ کو بین الاقوامی حیثیت سے اس طرف کوشش کرنی چاہیئے۔ اس طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اسلامی معاشرے کا عملی نفاذ بہت ہی ضروری امر ہے اور ساری دنیا کی لجنات میں اس لحاظ سے یکسوئی اور ہم آہنگی پیدا ہونی چاہیئے۔ یہ تو درست نہیں ہے کہ لجنہ اماء اللہ ربوہ اور طرح سے نشوونما پا رہی ہو۔ لجنہ اماء اللہ کراچی اور طرح سے نشوونما پا رہی ہو۔ امریکہ میں اسلام کا اور تصور، ہندوستان میں اور تصور سمجھا جا رہا ہو، اسلام تو کوئی علاقائی مذہب نہیں ہے۔ اسلام تو ایک عالمی مذہب ہے۔ اس لئے اسلام کا معاشرہ بھی لازماً بین الاقوامی ہوگا۔ اس پہلو سے

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کو توجہ کرنی چاہیئے

کہ ساری دنیا کی لجنہ کا ایک مزاج پیدا کریں اور جہاں تک اسلامی اقدار کا تعلق ہے۔ ان کی بڑی گہری نگرانی کریں کہ تمام دنیا کی لجنات ایک مزاج پر نشوونما پا رہی ہوں۔

چنانچہ اس سفر میں میں نے فیصلہ کیا کہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کو یہ کہوں گا کہ آپ عالمی دورے شروع کروائیں اور ایسی خواتین کا انتخاب کریں جو تجربہ کار ہوں اور نسبتاً معمر، درمیانی عمر کی ہوں یعنی بچیاں نہ ہوں اور انہیں نہ صرف یہ کہ تجربہ ہو بلکہ ان کا اللہ سے تعلق بھی ہو۔ جہاں تک انسان اندازے لگا سکتا ہے۔ اس کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں، ویسے تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کا تعلق ہے اور کس کا نہیں ہے۔ مگر جہاں تک ان کے ظواہر کا تعلق ہے۔ جہاں تک ان کے نظر آنے والے اعمال کا تعلق ہے ان میں ایسی کمزوریاں نہیں ہونی چاہئیں کہ جب وہ دوسروں کو نصیحت کریں تو وہ ان کی کمزوریاں انہیں دکھائیں، اس کے علاوہ جہاں تک ممکن ہو ان خواتین کو مختلف زبانیں بھی آنی چاہئیں۔ انگریزی اگر آتی ہو تو چونکہ دنیا کا ایک بڑا حصہ انگریزی جانتا ہے اس لئے اس سے گزارا چل سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر دوسری مشرقی زبانیں آتی ہوں تو بہت بہتر ہے اور زبانوں سے متعلق میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا کہ زبانیں سکھانے کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے عربی کے علاوہ مشرقی اور یورپین زبانیں سکھانی چاہئیں۔

پس

ایسا مرکزی دورہ ہونا چاہیئے

جو اس بات کی نگرانی کریں اور واپس آ کر رپورٹ کریں کہ ہم نے فلاں فلاں لجنہ میں کیا کمیاں خامیاں دیکھیں اور کس پہلو سے ان کی تربیت کی۔ سب سے بنیادی چیز جس کی آج ضرورت ہے۔ وہ عورت کی آزادی ہے۔ ہماری عورتیں اس بات کا حق رکھتی ہیں کہ انہیں آزادی دلائی جائے۔ مگر کس چیز سے آزادی؟ اس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

آسٹریلیا ہی میں ایک عیسائی نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ مجھے بتائیے باقی باتیں تو سب ٹھیک ہیں۔ عورت کی آزادی کے متعلق آپ کیا کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے اسے جواب دیا کہ عورت کی آزادی کا مسئلہ میرے لئے سب سے زیادہ پریشان کن ہے اور سب سے زیادہ مجھے اس بات کی فکر رہتی ہے کہ ہم عورت کو کس طرح آزاد کروائیں۔ اس نے میرے جواب کے اس حصے کو سن کر بڑی دلچسپی لی۔ مگر میں نے اس سے کہا کہ آپ کے آزادی اور میرے آزادی کے تصور میں کچھ فرق ہے۔ مجھے سب سے زیادہ فکر اس بات کی ہے کہ مغربیت سے عورت کو کس طرح آزاد کروائیں کیونکہ سب سے بڑا زہر، سب سے بڑی ہلاکت، جس نے دنیا کو تباہ کر رکھا ہے وہ مغربیت ہے، نہ آپ کی سوسائٹی کا اس نے کچھ رہنے دیا ہے نہ ان مشرقی ممالک کا کوئی حال چھوڑا ہے، جو مغربیت کی ظاہری کشش سے متاثر ہو کر رفتہ رفتہ اس کے جادو تلے محصور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

امرِ واقعہ یہ ہے

کہ اس مغربیت نے نہ آپ کو امن دیا نہ ان پسماندہ ممالک کو امن بخشا۔ جہاں رفتہ رفتہ یہ اپنے جال پھیلا رہی ہے۔ اور لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں گھر برباد کر دیئے ہیں عورت کی عصمت کی حفاظت کرنے کا تصور تو درکنار اسے آزادی کے نام پر جانور بننے پر مجبور کیا جا رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ آزادی محض چند بدبخت عیاشوں کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تصور ہے جو انہوں نے ساری دنیا کی عورتوں کو اپنا غلام بنانے کے لئے اختیار کیا ہے۔ آج عورت کھلونا بن گئی ہے اور ایک ادنیٰ ترین جنسی سکون کے حصول کا ذریعہ بنا دی گئی ہے۔ آپ کے سامنے تو میں مفصل بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن ان کے سامنے کسی حد تک کچھ باتیں بیان کیں کہ آج کل جو مغربی تہذیب پر نظر رکھنے والے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کس قدر وحشیانہ طریق پر عورت کو ان مقاصد کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ جن مقاصد کے لئے وہ پیدا کی گئی تھی۔ اس کی عزت و احترام کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ صرف ایک کھیل بنایا جا رہا ہے اور ایک دھوکا دیا جا رہا ہے اور پھر آزادی کے نام پر اس سے مزدوریاں بھی لی جا رہی ہیں، گھر کے بوجھ بھی اور باہر کے بوجھ بھی اس پر ڈالے جا رہے ہیں۔ حالانکہ اسلام اقتصادی لحاظ سے مرد کے کندھے پر ذمہ داری ڈالتا ہے۔ عورت کو منع نہیں کرتا اگر وہ چاہے تو کمائے۔ لیکن ذمہ داری مرد کی ہے اور اگر مرد اسلام کے مطابق عمل نہیں کرے گا۔ اگر وہ خود ذمہ داری قبول کرنے کی بجائے عورت کے مال پر، اگر وہ کما رہی ہے۔ نظر رکھے اور اسے مجبور کرے کہ وہ بچوں پر خرچ کرے تو اس عورت کی مرضی ہے اور اسے آزادی ہے چاہے تو کرے چاہے تو نہ کرے، اسلام نے اس معاملہ میں اسے کلیتہً آزادی عطا فرمائی ہے۔ لیکن مغربی تہذیب اسے دن بدن اقتصادی شکنجوں میں جکڑ رہی ہے اور پھر اس کے حقوق بھی وہ نہیں جو اسلام دیتا ہے مثلاً وراثت میں عورت کوئی حق نہیں پاتی۔ سوائے اس کے کہ آج کل کی آزاد سوسائٹی میں جہاں عیسائیت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے وہاں بعض صورتوں میں رواج کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بعض عورتیں ایسے لوگوں کا ورثہ پا جاتی ہیں جن کے پاس کوئی مرد ورثہ لینے کے لئے نہیں رہتا، یا اتفاق سے کوئی بڑھیا کسی لڑکی کو پسند کرتی ہے اور اس کے نام پر کچھ لکھ جاتی ہے۔ مگر جہاں تک مغربی دنیا کے دستور کا تعلق ہے

عام دستور یہی ہے

کہ عورت ورثہ نہیں پائے گی اور کمائی میں شریک ہوگی اور سخت کام بھی برابر کرے گی اور پھر اسے مرد کے مقابل پر پیسے بھی کم دیئے جائیں گے۔ چنانچہ آسٹریلیا کی عورتوں نے مجھے بتایا کہ آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ یہاں تو بڑا ظلم ہو رہا ہے ہم سے کام پورا لیا جاتا ہے اور وہی کام جو مرد کرتا ہے اسے ہم سے دگنے پیسے دیتے ہیں۔ اور عورت سمجھ کر ہمیں پاگل بنا رہے ہیں کہ تم کم کام کر سکتی ہو۔ حالانکہ PRODUCTION کے لحاظ سے، OUT PUT کے لحاظ سے ہم اتنا ہی کام کرتی ہیں۔ تو حقیقت میں یہ بہت بڑا دھوکہ ہے۔ دجالیت ہے۔ جس نے ساری دنیا میں عورت کو پاگل بنانے کا ایک انتظام کر رکھا ہے۔

پس اسلام ہے جو ان سب چیزوں سے آپ کو آزادی دلا رہا ہے۔ تو میں نے ان صاحب کو سمجھایا کہ مجھے تو تم سے آزادی کی بہت زیادہ فکر ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ عورت کو مغربیت سے آزاد کرانا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ کیونکہ اس میں ظاہری طور پر چمک پائی جاتی ہے۔ ظاہری طور پر جو وقتی قدم ہے وہ یقیناً سہولت کا اٹھتا ہے، اس لئے ہماری مستورات جو ایک دفعہ مغربی سوسائٹی سے متاثر ہو جاتی ہیں۔ انہیں واپس کھینچ لانا ایک بہت بڑا کام ہے انہیں بڑی مشکل سے سمجھانا پڑتا ہے۔ انہیں بتانا پڑتا ہے کہ آپ کے لئے زیادہ عزت زیادہ سکون، زیادہ اطمینان اسلامی تعلیم کے دائرے میں رہنے سے ہے۔

اس پہلو سے میں بہنوں کو خاص طور پر

ایک ایسے سوال کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں

جو بار بار مختلف صورتوں میں میرے سامنے رکھا گیا ہے، بہت سی کارکنات جو اس معاملے میں بہت کوشش کر رہی ہیں کہ اسلامی تہذیب کو رائج کریں اور ان خواتین کو جو احمدیت سے بھی تعلق رکھتی ہیں لیکن بدقسمتی سے رفتہ رفتہ مغرب زدہ ہو گئیں۔ انہیں واپس کھینچ کر لائیں۔ ایسی کارکنات کی طرف سے کئی صورتوں میں مجھ سے سوال ہوا ہے کہ فلاں نہیں مانتی اور فلاں نہیں مانتی۔ اس لئے بتائیں کہ ہم کیا کریں۔ جہاں تک سوال کا تعلق ہے یہ جائز ہے۔ لیکن اس سوال کے پیچھے میں نے بعض دفعہ غصہ کے، سختی کے آثار پائے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ کارکنات یہ چاہتی ہیں کہ ہمیں کوئی جبر کا پروانہ پکڑاؤ کیونکہ یہ عورتیں باتوں سے تو نہیں مانتیں۔ یا ان کا اخراج جماعت کرو یا مقاطعہ کرو۔ یا ان پر بہت سختیاں کرو اور انہیں خوب کھلی کھلی سناؤ تاکہ کچھ ہمارے دل ٹھنڈے ہوں کچھ ان کے دل جلیں اور ان کو پتہ تو چلے کہ جن کا انکار کیا کرتی تھیں ان کا بھی کوئی طرفدار ہے۔ تو یہ وہ روح ہے جو پسندیدہ نہیں ہے۔

مجھے

آپ کی تربیت کے لئے

ہر بار توجہ دلانی پڑتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اپنائے بغیر تربیت نہیں ہو سکتی۔ وہ دل سختی کا دل نہیں تھا۔ وہ دل غصے اور نفرت کا دل نہیں تھا۔ وہ دل ایک دردمند دل تھا۔ جس کا نام رحمۃ للعالمین رکھا گیا۔ پس جب تک آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اختیار نہیں کرتیں۔ اس وقت تک آپ صحیح معنوں میں ناصح بننے کی اہل نہیں بنتیں۔ اس لئے سختی کی طرف مائل نہ ہوں بعض اوقات ہو سکتا ہے کہ انتظامی اقدامات بھی کرنے پڑیں۔ لیکن سختی کے نتیجہ میں نہیں بلکہ وہ بھی دردمندی کے نتیجہ میں ہوں گے۔ اس لئے نہیں کہ بعض عورتوں کو ہم کہیں گے کہ اچھا تم نہیں مانتیں تو پھر جبر ہے اور ہم تمہیں نکال کے باہر کریں گے۔ اس کے پیچھے ہرگز یہ روح نہیں ہوگی بلکہ مجبوراً شاید ایک ایسا وقت آئے کہ یہ روح اس کے پیچھے کام کرے کہ ہماری وہ بچیاں جو صحیح فطرت ہیں اور باتیں مانتی ہیں ان پر بعض لوگوں کا یہ اثر پڑ رہا ہے اور انہیں بچانے کی خاطر یہ بہت ہی مجبوری درپیش ہے کہ اب انہیں اپنی سوسائٹی سے الگ کر دیا جائے جو بداثر ڈالنے والیاں ہیں، اس نقطہ نگاہ سے کہ شاید یہ اقدام ان کے دلوں میں تبدیلی کا موجب بن جائے۔ اور انہیں ہلا کر رکھ دے۔ اس لئے بعض دفعہ اس نوع کی اصلاحی کارروائیاں اس خیال سے بھی کرنی پڑتی ہیں لیکن جو کرتا ہے اس کا بھی دل دکھتا ہے بلکہ بعض اوقات زیادہ دکھتا ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ بعض اوقات جنہیں نکالا گیا ہے ان کے دل کم دکھتے ہیں اور جو نکالنے والا ہے اس کا دل زیادہ دکھتا ہے۔ تو یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے تابع ہی ہوتا ہے، اگر نہ ہو تو اس میں کوئی برکت نہیں پڑ سکتی۔

پس آپ میں سے جو نصیحت کا علم بلند کر رہی ہیں اور اس سلسلہ میں بہت محنت کر رہی ہیں۔ میں جانتا ہوں انہیں دن رات یہی دھن سوار ہے کہ ہم کسی طرح احمدی عورتوں کی تربیت کریں اور ان کو مغربیت کے اثر سے بچا کر واپس لے آئیں۔ انہیں میں کہتا ہوں کہ حوصلہ، ہمت اور صبر سے کام کریں نصیحت کریں اور اس نصیحت میں محبت اور پیار شامل کر دیں تو اس طرح آپ کی نصیحت۔ پیار، محبت اور سادگی کے ساتھ قوت پا جائے گی۔ نصیحت میں صرف ان کی محبت نہ ڈالیں بلکہ اس میں اپنے اللہ کی محبت ڈال دیں۔ اور اللہ کا تقویٰ شامل کر دیں۔ پس یہ وہ چیزیں ہیں جو نصیحت کو غیر معمولی قوت عطا کر دیتی ہیں۔ بڑی بڑی پڑھی لکھی تعلیم یافتہ عورتوں کی بات جہاں ضائع چلی جاتی ہے، جہاں بے نتیجہ ثابت ہوتی ہے۔ وہاں متقی اور خدا سے محبت کرنے والی عورت کی زبان بہت زیادہ قوی ثابت ہوتی ہے۔ اور دل پر بہت زیادہ اثر کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔

چنانچہ

مجھے یاد آیا

کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی کتاب "میری والدہ" میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے والدہ سے سوال کیا کہ ہم تو بڑی لمبی لمبی تقریریں کرتے ہیں اور کافی دلائل دیتے ہیں اور سر کھپاتے ہیں مگر ہماری بات کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا آپ کے چند کلموں کا اثر ہو جاتا ہے۔ مجھے بھی یہ راز بتائیں کہ آخر کیا بات ہے؟ کیا طاقت ہے آپ کی بات میں؟ جس کی وجہ سے آپ کی بات جلدی اثر کر جاتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے لوگ آپ کی بات کا اثر قبول کر کے احمدیت میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی والدہ نے انہیں کہا کہ بیٹا! میں تو لاعلم عورت ہوں، میں تو کچھ بھی نہیں جانتی۔ کوئی علم مجھے نہیں ہے لیکن میرے پاس دو باتیں ہیں۔ میں تو انہی کی قوت سے کام کرتی ہوں۔ ایک خدا کا تقویٰ ہے اور دوسرے اللہ کی محبت ہے مجھے پتہ نہیں کہ یہ کس طرح اثر کرنے والی چیزیں ہیں لیکن میرے پاس صرف یہی دو چیزیں ہیں۔ اس کے سوا میرے پاس کوئی چیز نہیں۔

حقیقت یہی ہے

کہ جب یہ دو ہتھیار نصیحت کرنے والے کو میسر آ جائیں تو یہ ہتھیار کبھی ناکام نہیں ہوا کرتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی تو یہی ہتھیار تھے۔ آپ تو اُمّی تھے دنیا کے علم سے تو آپ بے بہرہ تھے لیکن ساری دنیا کے معلم بنائے گئے اور جب آپ کو رحمۃ للعالمین کہا گیا تو اس کی بنیاد بھی اللہ کی محبت ہی ہے حقیقت یہ ہے کہ جو خالق سے سچی محبت کرتا ہے وہ اس کی مخلوق سے بھی لازماً محبت کرتا ہے اور مخلوق سے محبت کے سارے دعوے جھوٹے ہیں۔ اگر خالق کی محبت میں اس کی جڑیں نہ ہوں اور وہ دعوے عارضی ثابت ہوتے ہیں اور معمولی زلازل سے بھی ان کا پول کھل جاتا ہے۔ خدا کی محبت کے بغیر دنیا میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کی جتنی بھی سوسائٹیز ہیں۔ جب بھی قوموں پر مصائب کے دن آتے ہیں تو ان کی محبت کا کھوکھلا پن ظاہر ہو جاتا ہے۔ جب اپنی خود غرضیوں سے دوسروں کے مصائب ٹکرائیں تو وہی دل انسان کے لئے بڑے ظالم بن جاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس حقیقت یہی ہے کہ

بنی نوع انسان کی سچی محبت

اللہ تعالےٰ کی محبت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اس راز کو سمجھیئے اور جب آپ خدا تعالےٰ کی محبت اور تقوےٰ سے بات کریں گی تو لازماً اس کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ آپ کے دل میں بات نہ ماننے والوں کے خلاف نفرت نہیں پیدا ہوگی بلکہ ان کے لئے ہمدردی پیدا ہوگی ان پر رحم آئے گا کہ ہم ان کی بھلائی کے لئے کام کرتی ہیں اور یہ ہماری بات نہیں مان رہیں۔ اگر اس طرح نصیحت کریں گی تو مجھے نظر آرہا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ احمدی عورتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے نیکی قبول کرنے کا مادہ رکھتی ہیں، آپ صبر سے کام لیں تو دن بدن آپ کا دائرہ وسیع ہوتا چلا جائے گا۔ وہ عورتیں جو آپ کو BORDER پر یعنی احمدیت کے کنارول پر نظر آرہی ہیں وہ اندر کی طرف حرکت کرنی شروع کریں گی اور یہیں نظر آرہا ہے کہ ساری دنیا میں کوئی ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے جہاں احمدی عورت نے یہ بات ثابت نہ کی ہو کہ نیکی کے اثر کو قبول کرنے کا مادہ اس میں موجود ہے۔ اس لئے گھبراہٹ کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ دیکھیں کہ دن بدن آپ کی زمین پھیل رہی ہے کہ نہیں۔ آج کا اجتماع بھی اس بات کا مظہر ہے کہ لجنہ اماء اللہ کی زمین اللہ تعالےٰ کے فضل سے پھیلتی چلی جارہی ہے۔ لوگ زیادہ سے زیادہ لجنہ کے اثر کے تابع آتے چلے جارہے ہیں۔ اس لئے مایوسی کا کونسا مقام ہے۔ آپ کو تو یقین سے بھر جانا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے آپ کی کوششیں اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبولیت پارہی ہیں اور دن بدن خدا تعالیٰ ان کو برکت دیتا چلا جارہا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ سے محبت کی بات ہو تو تعلق باللہ جس کے نتیجہ کی طرف بھی ذہن پھر جاتا ہے۔ وہی دراصل انسانی زندگی کی غذا ہے۔ روحانی زندگی کی غذا ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان دنیا سے کٹ کر بھی لذت کی زندگی پالیتا ہے۔

جب ہم

مغربیت سے آزادی

کی بات کرتے ہیں تو بظاہر یہ ایک منفی بات ہے۔ بظاہر ایک پیغام ہے کہ تم دنیا کی لذتوں سے کٹ جاؤ اور خدا کی خاطر ایسا کرو لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم لذتوں سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم تو انہیں تعلق باللہ کی لذتوں کی طرف بلاتے ہیں اور اگر ایسا نہ کریں تو پھر ہماری کوششیں دیرپا ثابت نہیں ہوسکتیں دن بدن ہماری احمدی عورتوں میں اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہنا چاہیئے اور جگہ جگہ ہر مجلس میں ایسی مستورات پیدا ہونی چاہئیں جو دکھاوے کی دعا گو نہ ہوں۔ ان میں انکسار ہو۔ ان میں دنیا سے چھپنے کی تمنا ہو لیکن اس کے باوجود ان سے خدا کی محبت کی خوشبو آرہی ہو۔ اس کے باوجود اللہ تعالےٰ کی تائید کے نظارے ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہو رہے ہوں۔ جب تک جگہ جگہ ایسی مستورات پیدا نہیں ہوجاتیں اس وقت تک آپ کی کوششوں کو دوام نہیں مل سکتا۔ دوام تو تبھی ملے گا۔ جب ایسے کچھ نمونے ہر جماعت میں پیدا ہونے شروع ہوں گے۔ جہاں دیکھنے والے دیکھیں کہ ہاں اس درخت کو پھل لگتے ہیں اور پھل بھی ایسے لگتے ہیں کہ ان کی خوشبو کا مقابلہ نہیں ہوسکتا ان کے مزے کا مقابلہ نہیں ہوسکتا اور پھر وہ گلتے سڑتے نہیں ہیں بلکہ دائمی رہتے ہیں اور وہ تعلق باللہ کے پھل ہیں جو انشاء اللہ تعالےٰ احمدی خواتین کو زیادہ مضبوطی اور زیادہ قوتِ ایمانی عطا کرتے چلے جائیں گے۔

جہاں تک کوشش اور توجہ کا تعلق ہے

حقیقت یہ ہے

کہ یہ کوشش دل میں ایک تبدیلی سے شروع ہوتی ہے اور وہ تبدیلی اتنی ہلکی اور نہ نظر آنیوالی ہے کہ آپ محسوس نہیں کرسکتیں کہ کب واقعہ ہوگئی۔ لیکن اس کے نتیجہ میں آپ کی بعد کی زندگی تبدیلی ہوجاتی ہے آپ کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اس ایک واقعہ کے ساتھ اور وہ دل کا ایک فیصلہ ہے کہ میں نے اپنے اللہ کو دنیا پر ترجیح دینی ہے۔ ہر بات میں یہ ثابت کرنا ہے کہ میری محبت سچی ہے اور میں اپنے رب کے لئے جیتی ہوں وہ محبت جو محض جذباتی ہو اس کے نتیجہ میں تبدیلیاں پیدا نہیں ہوا کرتیں۔ وہ محبت جو زندگی میں تبدیلی پیدا کرنے کی اہل ہو اور عمل میں راسخ ہو جائے وہی محبت ہے کام کی محبت ہے۔

چنانچہ ابتلاؤں اور مصیبتوں کے وقت امتحانات میں جب ایسی باتیں سامنے آئیں کہ دنیا ایک طرف اور خدا کا پیار ایک طرف ہو تو پھر انسان کس چیز کو اختیار کرتا ہے؟

یہ ہے اصل پیمانہ محبت کا

مثلاً بعض عورتوں کے بڑے پیارے بچے فوت ہوجاتے ہیں، اس وقت آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔ اگر ان کا دل واقعۃً اللہ تعالےٰ کے لئے ہوچکا ہے تو وہ بھی دوسری ماؤں کی طرح دکھ تو محسوس کرتی ہیں لیکن ان کا ذہن اپنے رب کی رضا کی طرف مائل رہتا ہے اور بالآخر ان کا فیصلہ یہی ہوتا ہے کہ میرے اللہ کی رضا جس میں ہے اسے بہرحال نہیں چھوڑوں گی اور ایسی بے صبری نہیں کرونگی جس کے نتیجہ میں میرا خدا ناراض ہوجائے۔ یہ وہ کیفیت ہے جو سچی محبت کی علمبردار ہے اور سچی محبت کا نشان ظاہر کرتی ہے۔

حضرت اماں جانؓ کی زندگی کا ایک واقعہ

ہے کہ جب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب فوت ہو رہے تھے اور نظر آرہا تھا کہ آپ کا وقت قریب آگیا ہے۔ بڑی سادہ طبیعت تھی ان کی بڑے سادہ فقرے استعمال فرمایا کرتی تھیں۔ اچانک فرمایا، نماز کیوں قضا کروں میں نماز پڑھتی ہوں۔ یعنی بچے نے تو مرنا ہی ہے جینے کا پتہ نہیں لیکن میرے اللہ کی یاد کا جو حق ہے وہ میں کیوں چھوڑوں۔ چنانچہ یہ کہہ کر آپ نماز میں مصروف ہوگئیں اور جب سلام پھیرا تو پوچھا مبارک کا کیا حال ہے تو انہوں نے فرمایا وہ تو فوت ہوچکا ہے تو صرف اتنا کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور کسی قسم کا واویلا نہیں کیا۔ کسی ایسی بے ادبی کا اظہار نہیں کیا جو عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔ اس بات کو خدا نے اس قدر پیار سے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا کہ "خدا خوش ہوگیا"۔ جب اماں جان کو پتہ چلا کہ میرے متعلق یہ الہام ہوا ہے تو اتنا خوش ہوئیں کہ بیٹے کی وفات کا غم تو اس کے سامنے کیا چیز تھا۔ آپ کے منہ سے بے اختیار یہ فقرہ نکلا کہ میں تو اتنا خوش ہوئی ہوں کہ ایک مبارک تو کیا دو ہزار مبارک مرجائیں میرے ہاتھوں میں تب بھی مجھے اس خوشی کے مقابل پر کوئی غم نہیں ہوگا

پس یہ ہے وہ خدا سے

سچی محبت

جو آزمائش میں پڑکر بھی اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ آزمائش میں پڑے اور رنگ پھیکا پڑجائے۔ اس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ ایسی عورتوں پر فضل فرماتا ہے اور ان سے تعلق رکھتا ہے انہیں سچی رؤیا دکھاتا ہے۔ انکی دعاؤں کو قبول کرتا ہے ان کے مصائب کو دور فرماتا ہے اور ہر آن انہیں یہ نظر آتا ہے کہ بے حد محبت کرنے والی ہستی کے ساتھ گہرا تعلق قائم ہوچکا ہے۔ احمدی عورتوں میں اس تعلق کے بکثرت نمونے ملتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر حضرت اماں جانؓ کے متعلق فرمایا کہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ مجھے الہام یا رؤیا کے ذریعہ خبر دیتا ہے اور ہمارے گھر والوں کو بھی خواب کے ذریعہ بتا دیتا ہے۔ تو یہ پیار اور محبت کا اظہار یونہی بے وجہ تو نہیں ہوتا تھا۔ حضرت اماں جانؓ کے دل میں اپنے رب کی سچی محبت اور نہایت ہی پُرخلوص پیار تھا جس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ یہ فضل کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹیوں پر بھی اللہ تعالےٰ کا اسی قسم کا فضل تھا اس لئے نہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیاں تھیں۔ یہ بھی اس کے تعلق میں تو ضرور ہے۔ لیکن اس لئے کہ وہ خود اپنے رب سے تعلق رکھنے والی تھیں۔ چنانچہ

حضرت سیّدہ مبارکہ بیگم صاحبہ

سے متعلق ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو صفائی کے ساتھ آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق حیرت انگیز خبریں دیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب رحلت کے متعلق بار بار الہام ہو رہا تھا تو آپ کو دعا کے لئے کہا۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکسار کا عجیب پہلو ہے کہ خود نبی اللہ۔ اللہ ان سے کلام کرنے والا دنیا میں سب سے زیادہ محبت کرنے والا اور عجز و انکساری کا یہ عالم ہے کہ اپنے بچوں کو دعا کے لئے کہتے ہیں۔ دراصل صرف عجز کا پہلو نہیں تھا بلکہ تربیت کا پہلو بھی اس میں داخل تھا اور یہ دونوں پہلو اس سے نمایاں ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہرحال جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے لئے کہا تو حضرت پھوپھی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے یہ خواب اور یہ رویا دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول جو اس وقت خلیفۃ المسیح اول نہیں تھے۔ مولانا حکیم نورالدین تھے وہ بیٹھے ہوئے ہیں وہ ایک کتاب پڑھ رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ لکھا ہوا ہے مجھے صدیق بنایا گیا ہے۔ میں حضرت ابوبکر صدیق کا مقام حاصل کر رہا ہوں۔ مراد یہ تھی کہ خلافت کا وقت آرہا ہے اور پہلا خلیفہ بننے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

جب یہ رؤیا بتائی گئی

تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اپنی اماں سے ذکر نہ کرنا۔ آپ سمجھ گئے کہ میرے وصال کی خبر دی گئی ہے۔ اور یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت اماں جانؓ کو زیادہ تکلیف نہ پہنچے اور فکر پیدا نہ ہو۔ اس کے مقابل پر حضرت اماں جان کا یہ حال تھا کہ آپ کے جذبات کے لحاظ سے آپ نے پتہ تو چلنے نہیں دیا اور چھپانے کی کوشش کی لیکن آپ کا مقام صبر اور توکل کا حیرت انگیز تھا۔ بچے کی وفات پر بھی صرف اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر بھی حیرت انگیز صبر کا نمونہ دکھایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور ایک فقرہ یہ کہا کہ اے جانے والے تیری وجہ سے میرے گھر فرشتوں کا نزول ہوتا تھا اور خدا اترا کرتا تھا۔ اس سے زیادہ غم کا اظہار آپ نے نہیں کیا اور یہ غم بھی خدا تعالیٰ کی خاطر ہی تھا۔ اس میں کس قدر بے قراری ہے کہ ایسا نہ ہو کہ مسیح موعود کے جانے کے بعد وہ خدا جو بڑے پیار سے میرے گھر میں نازل ہوا کرتا تھا اس گھر کو بھول جائے۔

ہمارا خدا بے وفا نہیں ہے وہ جب کسی سے رحمت اور محبت کا سلوک کرتا ہے۔ تو ان کی نسلوں تک کو نوازتا چلا جاتا ہے۔ اس خدا نے اس گھر کو نہیں چھوڑا۔ اس گھر میں ایک کے بعد دوسرے خدا والے پیدا کرتا چلا گیا۔

پس اس

خدا سے تعلق جوڑیں

تو پھر اس کا حق ادا کریں اور یقین رکھیں کہ یہ تعلق آپ کی زندگیاں بھی سنوار دے گا۔ اور آپ کی آئندہ نسلوں کی زندگیاں بھی سنوار دیگا اور اللہ تعالیٰ نسلاً بعد نسلٍ محبت اور پیار کا سلوک آپ سے فرماتا رہے گا۔ پس ہم کسی وہم یا نظریاتی جنگ میں مبتلا نہیں ہیں۔ ہم ایک حقیقت لے کر دنیا کے سامنے نکلے ہیں اور ہم دنیا کو یہ بتا رہے ہیں کہ ہمارا خدا ہماری عورتوں سے بھی محبت کرتا ہے۔ تم کس آزادی کی فکر کر رہے ہو۔ یہ وہ آزادی ہے جو دنیا کی تمام آلائشوں سے پاک کر کے عورتوں کو باخدا بنا دیتی ہے۔ پس ایسی عورتیں آپ کو ہر جگہ پیدا کرنی پڑیں گی عورتیں ہی ہیں جنہوں نے حقیقت میں دنیا میں انقلاب برپا کرنا ہے۔ پس میں آپکو تعلق باللہ کی طرف بار بار توجہ دلاتا ہوں۔ راضی نہ ہوں جب تک ہم میں سے ہر ایک یہ دیکھ نہ لے کہ خدا اس کے ساتھ ہے۔

خدا تعالیٰ تو بچوں سے بھی پیار اور رحمت کا سلوک فرماتا ہے اور انہیں نہیں چھوڑتا جیسا کہ میں نے مثال دی ہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اس وقت بچی تھیں جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو رؤیا صادقہ دکھائیں اور آپ کو بعض کشوف بھی دکھائے۔ وہ خدا حضرت مسیح موعودؑ یا آپ کے گھر کا خدا تو نہیں ہے وہ تو کل عالم کا خدا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اس گھر کی طرف ایک عام منادی کر رہے ہیں اس کے گھر میں داخل ہونے کی دعوت دے رہے ہیں کہ تم میرے خدا کو پاؤ تو گویا تم میرے ہی گھر میں داخل ہو جاؤ گے۔ یہ بڑی وسعتوں والا گھر ہے۔ ظاہری طور پر رشتہ ہو یا نہ ہو اللہ تم کو پاتے چلے جاؤ اور میرے گھر میں داخل ہوتے چلے جاؤ کیونکہ تمہاری ساری حفاظت اور تسکین اور اطمینان کی زندگی اسی گھر سے وابستہ ہے۔

پس اس گھر میں داخل ہونے کے لئے آپ کو اللہ کی محبت چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو تو اگرچہ اس گھر سے آپکا ظاہری طور پر تعلق نہ بھی ہو تب بھی آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کی مستورات شمار کی جائیں گی اور وہ جو خاندان سے ظاہری طور پر تعلق رکھتی ہیں لیکن اس رشتہ کی قدر نہیں کرتیں اور اس طرف توجہ نہیں دیتیں وہ بدقسمت ہیں ان پر بھی آپ کو رحم کرنا چاہیئے۔ ان کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے کہ وہ بھی سچے معنوں میں اس گھر میں داخل ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیض پانے والی بنیں۔

ہمیں تمام دنیا میں بہت بڑے کام کرنے ہیں اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے بیان کی تھا میرے نزدیک

سب سے اہم چیز

تعلق باللہ والی عورتوں کا پیدا ہونا ہے۔ اس کام کو آپ بچپن سے شروع کریں کیونکہ یہ کام وقت لیتا ہے۔ یہ تو نہیں ہوا کرتا کہ ایک ہی لمحہ میں آپ تعلق باللہ والی عورتیں بن جائیں۔ آپ فیصلہ تو کر لیں گی لیکن پھر وقت لگے گا اور اللہ تعالیٰ حسب حالات آپ سے رحمت کا سلوک فرمائے گا۔ آپ کے قریب ہوگا آپ پر ظاہر ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہر شخص پر اس کے ظرف کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔ یہ خیال نہ کریں کہ فوراً آپ پر الہامات شروع ہو جائیں گے اور جب تک اللہ تعالیٰ آپ کو اچانک یہ کہنا نہ شروع کر دے کہ میں تیرے ساتھ ہوں آپ کی تسلی نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کا تعلق دل میں پیدا ہوتا ہے اور دل میں ہی اطمینان پیدا کرتا چلا جاتا ہے جس کا تعلق اپنے رب سے ہو جائے وہ محسوس کرنے لگ جاتا ہے یا محسوس کرنے لگ جاتی ہے اور دونوں صورتوں میں مرد ہو یا عورت وہ دن بدن اپنے دل میں امن کا ایک احساس اور امن کا ایک جذبہ محسوس کرتا ہے۔ جسے الفاظ میں بیان کرنے میں میں مشکل پا رہا ہوں۔ وہ اپنے دل میں ایک یقین محسوس کرتا ہے کہ میں اپنے رب کے قریب ہوتا جا رہا ہوں اور وہ یقین دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پس شروع میں اگرچہ اسے الہام نہ ہوتا ہو کوئی کشف ہو یا نہ ہو مگر اس کا رستہ درست ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ذکر اللہ کے مقبول ہونے کی یہی نشانی بتائی ہے فرمایا

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (الرعد آیت ۲۹)

یہ نہیں فرمایا کہ اگر تم ذکر شروع کرو گی تو فوراً تمہیں الہام شروع ہو جائے گا۔ پہلی منزل ذکر کی یہ بتائی ہے کہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کہ تم ذکر الٰہی کرو گی تو تمہارے دلوں میں اطمینان بھرنا شروع ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کی پہلی نشانی

طمانیت ہی ہے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ دنیا بے معنی ہوتی چلی جائے گی۔ اور آپ کے لئے دنیا کی لذتوں کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہے گی۔ آپ بھی اچھا کھائیں گی اچھا پہنیں گی کیونکہ خدا نے مومن کو ان چیزوں سے منع نہیں فرمایا۔ لیکن ان چیزوں کی کوئی خاص قدر و قیمت نہیں رہے گی اور آپ کا اصل سروکار اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہوگا۔ اصل اطمینان خدا تعالیٰ کے ذکر میں ہوگا۔ پھر اگلا قدم بھی اٹھنا ہے لیکن اس قدم سے پہلے کچھ آزمائشیں آتی ہیں جو ان میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے الہامات اور مکالمہ و مخاطبہ کا تعلق قائم کرتا ہے۔ ان پر الہامات بھی نازل فرماتا ہے اور انہیں خوشخبریاں بھی دیتا ہے۔

چنانچہ اس دوسرے قدم کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا۔

(سورہ حٰم سجدہ آیت ۳۰)

کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ ہمارا رب ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے پہلی منزل پر تو انہیں طمانیت نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ چین میں آجاتے ہیں۔ وہ امن کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں پھر خدا تعالیٰ انہیں بعض ابتلاؤں اور زلازل سے آزماتا ہے اور امتحان لیتا ہے۔ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا جو اپنے رب کے پیار کے دعوے میں سچے ہیں وہ استقامت دکھاتے ہیں اور قائم رہتے ہیں جیسا کہ میں نے حضرت اماں جان کی زندگی کے واقعات میں مثال دی تھی کہ آپ نے استقامت دکھائی کیونکہ آپ سچی تھیں۔

پس جب وہ استقامت دکھاتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا پھر ان پر کثرت سے فرشتے نازل ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ تم کوئی خوف نہ کرو کوئی غم نہ کھاؤ۔ ہم تمہیں خوشخبریاں دینے آئے ہیں۔ وہ خوشخبریاں جو تمہیں اصلی زندگی میں دی جاتی ہیں تمہیں دکھانے آئے ہیں۔ پس اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کی تمہیں خوشخبری دی گئی ہے۔ پھر ان سے کہتے ہیں کہ اب ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے اور تمہیں کبھی نہیں چھوڑیں گے اور مرنے کے بعد بھی تمہارے ساتھ رہیں گے ایسے حیرت انگیز انقلابات ان کی زندگی میں برپا ہونے لگتے ہیں۔ ہیں کہ پھر یہ لوگ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ مخلوق بن جاتے ہیں پس خدا تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے تعلق کی طرف اس طرح سفر شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

حقیقت یہ ہے

کہ دنیا کی تقدیر بدلنا کوئی معمولی کام نہیں بے انتہا کام ہیں جن پر جب نظر پڑتی ہے تو انسان اس ذمہ داری کے احساس سے ڈرنے لگتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس بوجھ تلے کچلا جاؤں گا صرف ایک ہی سہارا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کا سہارا ہے پس ان سہاروں کو بڑھائیں جب بوجھ زیادہ ہوں تو ستون زیادہ بنائے جاتے ہیں کم ستونوں پر بڑے بوجھ نہیں اٹھائے جا سکتے۔ اصل ستون تو خدا تعالیٰ کو پیار کرنے والے لوگ ہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذمہ داریاں قبول کرنے کے لئے تو اس کی محبت کے ستون ہی قائم کئے جاتے ہیں اللہ کے ذکر کے ستون ہی ہیں جو سہارا بنتے ہیں۔

پس آج ایک، دو، تین یا چار باخدا لوگوں کی ضرورت نہیں ہے آج سینکڑوں، ہزاروں لاکھوں اور

کروڑوں باخدا لوگوں کی ضرورت ہے

ایسے ستون اٹھ رہے ہوں کراچی سے بھی اور لاہور سے بھی اور پنڈی سے بھی اور چھوٹے چھوٹے دیہات سے بھی جو زمین سے اٹھیں اور آسمان سے باتیں کرنے لگیں جو ان ساری ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا لیں جو تمام عالم میں ہم پر ڈالی جا رہی ہیں۔ یہی وہ ستون ہیں جو امن کی چھت کو بڑھاتے چلے جائیں گے یہ وہ امن کی چھت ہے جو تمام دنیا کو ایک دن اسلام کی پناہ گاہوں کی طرف بلائے گی اور تمام دنیا کو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں داخل کرنیکا موجب بنے گی

اگر آپ رحمت کے سایہ کو بڑھانا چاہتے ہیں تو ان ستونوں میں اضافہ کریں جو ذکر الٰہی کے ستون ہیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے ستون ہیں محض نظریات سے کبھی دنیا میں کوئی انقلاب برپا نہیں ہوا۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ علم کے زور سے کبھی دنیا میں قائم رہنے والا انقلاب برپا نہیں ہوا کرتا۔ حقیقتیں اور حقائق ہی ہیں جو دنیا کو تبدیل کیا کرتے ہیں اور سب سے بڑی حقیقت اللہ کی محبت ہے اور اللہ کا تعلق ہے پھر آپ بتائیں یا نہ بتائیں یہ خوشبو ہر حال پھیلے گی درحقیقت سچے خدا والا جب خدا کو پا لیتا ہے تو اس کا پہلا ردعمل انکساری کا ہوتا ہے کبھی وہ تکبر میں مبتلا نہیں ہوتا وہ خوف میں مبتلا نہیں ہوتا وہ ڈرتا ہے وہ گھبراتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں تو اس لائق ہی نہ تھا۔ میرے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے اور وہ گوشۂ گمنامی میں چھپنے کی کوشش کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب خدا نے پہلی مرتبہ کلام فرمایا تو

یہی آپؐ کا ردعمل تھا

اس قدر آپؐ پریشان ہوئے اور اس قدر گھبرائے اور اتنا خوف کیا کہ آپؐ کو سردی سے بخار چڑھنا شروع ہوا۔ سارا جسم کانپنے لگا اور حضرت خدیجہؓ نے تسلیاں دیں اور کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ میں ایسی شاندار خوبیاں ہیں کہ خدا ایسے شخص کو ضائع نہیں کیا کرتا فکر نہ کریں جو خدا نے بوجھ ڈالا ہے وہ خود اس کو سنبھالے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی حال تھا۔ جب آپ کو الہامات اور کشوف ہوئے اور خدا تعالیٰ نے آپؑ کے عظیم مقام کی خبریں دیں آپ فرماتے ہیں کہ میں تاویلیں کیا کرتا تھا میں کہتا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجھے خدا نے یہ مقام بخشا ہو۔ عیسےٰ علیہ السلام سے میرا کیا موازنہ اور کیا مقابلہ وہ تو خدا کا ایک بڑا نبی تھا اور میں تو ایک نہایت عاجز بندہ ہوں۔ یہ خیالات آپ کے دل میں اس وقت پیدا ہوتے تھے جب خدا تعالیٰ آسمان سے پکار پکار کر آپ کو فرمایا کرتا تھا کہ اے عیسےٰ اٹھ اور یہ کام کر۔ اے مسیح میں نے تجھے مقرر کیا ہے حیرت انگیز عجز و انکسار ہے یہاں تک کہ آپ فرماتے ہیں کہ پھر بارش کی طرح مجھ پر وحی نازل ہوئی اور میرے دل میں یہ یقین میخ کی طرح گڑ گیا کہ وہ عیسیٰ فوت ہو چکا ہے کہ جس کی بابت قصوں اور کہانیوں کا چرچا ہے اور اب نیا عیسیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں پیدا ہونے والا تھا وہ میں ہی ہوں۔ تو پہلا ردعمل ہر خدا کو پانے والے کا انکساری کا ہوا کرتا ہے۔

پس جب میں کہتا ہوں کہ خدا کو پائیں تو

مراد یہ نہیں ہے

کہ ایک سچا خواب ہو تو آپ مشتہر کرنا شروع کر دیں اور "دعا گو بزرگ" بن جائیں اور تحفے لے لے کر لوگوں کے لئے دعائیں شروع کر دیں۔ اور مشہور کروائیں کہ یہ فلاں عورت ہے جو بڑی نیک اور پارسا ہے اس سے دعا کرائیں گے تو بچہ ہوگا اس سے دعا کرائیں گے تو بیماری ختم ہوگی اس سے دعا کرائیں گے تو خاوند راضی

ہوگا۔ یہ جہالت کے قصے ہیں انہیں مٹانے کے لئے انبیاء آیا کرتے ہیں ان کا قلع قمع کرنے کے لئے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تھے۔

پس جب میں کہتا ہوں کہ آپ باخدا بنیں تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ ان جہالتوں میں مبتلا ہوں میں تو اس لئے آپ کو بتا رہا ہوں کہ جب بلندیوں کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان خطرات سے بھی تو آگاہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہر بلندی کو خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ جتنی بلند پروازی کی دعوت دی جائے اتنا ہی ضروری ہے کہ ان احتیاطوں سے آگاہ کیا جائے اور ان خطرات سے خوب اچھی طرح متنبہ کر دیا جائے۔ خدا والا بننے کی راہ میں بھی خطرات ہیں کیونکہ یہ بلندی ہے اور کئی قسم کے تکبر۔ نفس کی انا اور اپنی بڑائی کے کیڑے ہیں جو تعلق باللہ کو چمٹ جاتے ہیں اور کھانے لگتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے

کہ ہر اچھی چیز کیلئے خدا تعالیٰ نے کچھ ایسی چیزیں بنائی ہوئی ہیں جو اس پر حملہ کرتی ہیں اور شیطان اور آدم کی جو جنگ شروع ہوتی ہے یہ اس کا ایک حصہ ہے اسے آپ کو سمجھنا پڑے گا اس لئے تعلق باللہ کے کچھ دشمن بھی ہیں جو آپ کے نفس کے اندر سے پیدا ہوں گے۔ بڑی نگرانی اور حفاظت کے ساتھ ان کیڑوں کا قلع قمع کرنا ضروری ہے۔ آپ یہ خیال کریں کہ اللہ تعالیٰ کا تعلق ایک مقدس امانت ہے اس کو اپنی انا، اپنے نفس اور دکھاوے کے کیڑے کے ذریعہ تباہ نہ ہونے دیں۔ اپنے آپ کو خوب اچھی طرح سے چھپائیں۔ اپنے دل کو اللہ کے لئے خالص کریں ہر ریا کی بات سے محفوظ رہیں اور یہ کوشش کریں کہ کسی طرح بھی خدا تعالیٰ کی پاک محبت کی امانت ضائع نہ ہو اگر آپ ایسا کریں گی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے فرشتے پھر ایک اور سلوک فرمائیں گے وہ ایسے لوگوں کو تنہا نہیں رہنے دیا کرتے وہ ایسے لوگوں کی خوشبو کو خود ظاہر کیا کرتے ہیں وہ پھوٹتی ہے اور پھیلتی ہے اور لوگوں کو متاثر کرتی چلی جاتی ہے کوئی چیز بھی جو اچھی ہو آخر چھپ نہیں سکتی۔ آپ لاکھ چھپائیں گے بھی تو خدا کا قانون اس محبت کو ضرور ظاہر کر دے گا اس صورت میں بھی تکبر کا کوئی مقام نہیں پیدا ہونا چاہیئے اس وقت بھی عجز ہی ہے جو دراصل آپ کے کام آئے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھئے جوں جوں خدا آپ سے پیار کرتا چلا گیا آپ گوشۂ گمنامی میں چھپتے چلے گئے فرماتے ہیں:۔

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر ؛ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

بچپن سے ہی خدا کی محبت میں مبتلا تھے۔ بچپن سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نظارے دیکھ رہے تھے لیکن گوشۂ گمنامی میں چھپتے چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ظاہر فرما دیا اور جب ظاہر فرمایا تو اس شان سے فرمایا کہ آپ کہتے ہیں:۔

اب دیکھ لو یہ کیسا رجوعِ جہاں ہوا ؛ اب مرجع خواص یہی قادیاں ہوا۔

اب تمام دنیا سے چوٹی کے لوگ قادیان میں کھنچے چلے آ رہے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ نے الہاماً آپ کو فرمایا کہ قادیان میں اس کثرت سے لوگ آئیں گے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہارے نام بھیجی ہوئی اس کثرت سے چیزیں آئیں گی کہ راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔

چنانچہ

ہم نے ہمیشہ دیکھا

کہ سفروں کے دوران جب قادیان کی سڑک آتی تو سب سے زیادہ جھٹکے لگا کرتے تھے۔ اتنے گڑھے پڑے ہوتے تھے کئی دفعہ سڑک کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی گئی مگر بعض بزرگ کہا کرتے تھے کہ جو مرضی کر لو اس نے ٹھیک نہیں ہونا کیونکہ خدا کا الہام ہے اس سڑک پر تو گڑھے پڑنے ہی پڑنے ہیں تو اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو قبول فرماتا ہے تو اس کے ریا کی وجہ سے وہ معروف نہیں ہوتا وہ اپنے دکھاوے کی خواہش کی وجہ سے معروف نہیں ہوتا بلکہ خدا کی تقدیر اسے ظاہر کرتی ہے اور فیض پہنچانے کی خاطر ظاہر کرتی ہے اس لئے خواتین ہوں یا مرد جب آپ خدا کو پائیں گے تو لازماً خدا آپ کے فیض کو عام کرنے کی خاطر آپ کو ظاہر فرمائے گا لیکن اس میں آپ کی بے کسی کا عالم ہوگا۔ جتنا خدا فضل فرماتا چلا جاتا ہے اتنا ہی انسان اور زیادہ جھکتا چلا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر

جب فضلوں کی انتہا ہوئی

تو اس وقت آپ نے اپنے رب کے حضور عرض کیا کہ ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ∴ ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
ہیں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف ∴ پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

کیسا حیرت انگیز عجز ہے کہتے ہیں ؎

ہیں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف

محض تیرا فضل ہے جو تو نے مجھے چن لیا اور مجھے یہ مقام عطا فرمایا ورنہ میں تو ایک مشت خاک تھا اس قابل نہیں تھا کہ دنیا میں میرا شمار کیا جائے میں مر کر خاک ہو جاتا اور خدا جانے یہ خاک کہاں کہاں بکھیر دی جاتی۔ یہ عجز ہے جو معرفت کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اس عجز میں کوئی مبالغہ نہیں ہے حقیقت میں خدا تعالیٰ محبت کا جتنا اظہار کرتا چلا جاتا ہے دل واقعتہً اس یقین سے بھرتا چلا جاتا ہے۔ کہ میں کوئی چیز نہیں اور یہ ہے سچی خدا کی محبت کی نشانی۔ اگر یہ کسی کو نصیب ہو تو اسکے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن جہاں بھی عجب کا کیڑا آجائے۔ جہاں بھی تکبر کا کیڑا آجائے، جہاں بھی نیکی میں دکھاوا پیدا ہو جائے۔ جہاں دوسرے پر اپنی برتری کا احساس پیدا ہونا شروع ہو جائے اور انسان دوسروں پر اس طرح نگاہ ڈالے کہ گویا بلندی سے کسی ادنیٰ چیز کو دیکھ رہا ہے وہیں یہ بلندی تنزل میں تبدیل ہو جایا کرتی ہے اور جتنی بلندی سے انسان گرتا ہے اتنے ہی زیادہ اس کے ٹکڑے ہوا کرتے ہیں اس لئے اس بات کا بھی خیال کریں کہ خدا سے محبت میں آپ جتنا آگے بڑھیں گے اتنا ہی زیادہ آپ کو عجز میں بھی آگے بڑھنا پڑے گا اور دونوں میں دراصل چولی دامن کا ساتھ ہے۔

ہماری زندگیاں محدود ہیں

اور ذمہ داریاں بہت وسیع ہیں میں تو سفر کے دوران بھی حیران رہا اور سفر کے بعد بھی میرے دل میں اور زیادہ یقین پیدا ہو گیا کہ ہماری ساری اجتماعی قوتیں بھی اس قابل نہیں ہیں کہ وہ انقلاب پیدا کر سکیں جس انقلاب کے لئے ہمیں پیدا کیا گیا ہے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں بے اختیاری کا عالم ہے جب تک ہم خدا سے تعلق کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ نہیں کرتے ہم دنیا میں یہ انقلاب برپا نہیں کر سکیں گے اس لئے میں آپ کو بار بار کہتا ہوں کہ مجھے عورتوں میں سے بھی ضرورت ہے خدا والیوں کی۔ مجھے بچوں میں سے بھی ضرورت ہے خدا والوں کی۔ مجھے نوجوانوں میں سے بھی ضرورت ہے، بوڑھوں میں سے بھی ضرورت ہے۔ یہی وہ سرمایہ ہے جس کے ساتھ آج اسلام نے دنیا میں ترقی کرنی ہے یہی وہ ہتھیار ہیں جنہوں نے دنیا کے دل جیتنے ہیں اور دنیا میں انقلاب برپا کرنے ہیں۔ خدا کرے کہ ہمیں یہ توفیق نصیب ہو۔ (آمین)

خطاب: بقیہ صفحہ اوّل

آج یہ لاؤڈ سپیکر کا جو سارا نظام آپ دیکھ رہے ہیں اس کے پیچھے ان انجینئروں کی خاموش محنت کام کر رہی ہے۔ یہ بڑی حکمت اور احتیاط سے سارے نظام کا جال تیار کرتے ہیں اور پھر اس کی کارکردگی کی نگرانی بھی یہی کرتے ہیں۔ اب یہ سوال نہیں رہے گا کہ بجلی بند ہو جائے تو اس کے آنے کا انتظار کیا جائے۔

کمپیوٹر انجینئرز:

حضور نے کمپیوٹر کے ماہر انجینئر صاحبان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ انہوں نے جماعتی ضروریات پوری کرنے میں کافی دلچسپی لی ہے۔ اب کام اتنے بڑھ گئے ہیں کہ سارے کام کمپیوٹر کی مدد کے بغیر انجام دینے ممکن نہیں ہیں۔ اس ضمن میں امریکہ کے ایک احمدی انجینئر مکرم نذیر احمد ایاز صاحب نے اچھی خدمات انجام دی ہیں، شاہنواز لمیٹیڈ نے بھی بڑا تعاون کیا ہے اور اب عنقریب جماعت احمدیہ کے مرکز میں بہت سے کام کمپیوٹر کی مدد سے انجام پایا کریں گے۔ انشاء اللہ!

الیکٹریکل انجینئرز:

حضور نے فرمایا۔ قصرِ خلافت میں جو جنریٹر لگایا گیا ہے یہ خودکار ہے۔ ویسے تو بازار سے یہ بہت مہنگا ملتا ہے مگر ہمارے احمدی انجینئرز نے اسے بہت سستا بنا لیا ہے۔

طلباء کی ایسوسی ایشن:

احمدی طلباء کی تنظیم کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا یہ طلباء ایک اہم کام یہ کرتے ہیں کہ اپنے ساتھی طلبا کے لئے مفت ٹیوشن کا انتظام کرتے ہیں۔ اپنی نگرانی میں طلباء کو ربوہ لاتے ہیں۔ اس لحاظ سے احمدی طلباء بڑی بیداری سے کام کر رہے ہیں۔

وکلاء:

حضور نے فرمایا احمدی وکلاء بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ جماعت پر جو طرح طرح کے مقدمات سارا سال بنتے رہتے ہیں۔ یہ احمدی وکلاء بغیر کسی معاوضے کے سارے مقدمے نپٹاتے ہیں اور ایسے اخلاص اور وفاداری سے کام کرتے ہیں کہ جس وقت آواز دو فوراً پہنچ جاتے ہیں۔ تیس ایسے مقدمات میں ۱۲ وکلاء بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔

تاجروں کی ایسوسی ایشن:

مختلف ایسوسی ایشنز کے بیان میں حضور نے آخر میں تاجروں کی ایسوسی ایشن کا ذکر کیا اور فرمایا۔ اس سے گلہ ہے کہ سب نے کام کیا مگر اس ایسوسی ایشن نے کام نہیں کیا معلوم نہیں اگر ان کی کوشش سے کسی اور کو روزگار مل جائے تو اس میں ان کا کیا حرج ہے؟

حضور نے فرمایا احمدی تجار اپنی ایسوسی ایشن کو فعّال بنائیں۔ اور ایسے طریق سوچیں کہ آپ کا فیض غریب احمدیوں کو بھی ملنا شروع ہو جائے۔ ایسے طریق جاری کریں جن سے ربوہ کے غرباء کو فائدہ پہنچے۔ جماعت کے سارے علاقوں کے غرباء، یتیم اور بیوگان کے دل میں بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی چندے دیں اور کسی پر بوجھ نہ بنیں۔ غرباء کے دلوں میں بھی قربانی کی بڑی خواہش ہے۔ ان کو گھر بیٹھے ایسے کام مل جائیں کہ بیوگان وغیرہ کمائی کر سکیں تو ان کا اور سارا سب کا بھلا ہو جائے گا۔ تاجروں کی ایسوسی ایشن اس طرف توجہ دے۔

(باقی)

کیا ہماری کامیابی آپ کے اپنے مفاد میں نہیں؟

کیسے؟ — وہ اس لئے کہ:-

- مرکز سلسلہ عالیہ میں انگریزی ادویات کا واحد ادارہ ہے جس کا با اخلاق عملہ چوبیس ۲۴ گھنٹے آپ کی خدمت کے لئے موجود رہتا ہے۔
- آپ کیش میمو دکھا کر غیر استعمال شدہ فالتو ادویات واپس کر سکتے ہیں۔
- ہم انگریزی ادویات کے علاوہ ہر قسم کی عینکیں نہایت مناسب قیمتوں پر فروخت کرتے ہیں۔
- ہمارے ہاں معائنہ نظر بالکل مفت کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحبان کے تجویز کردہ نمبرز کے مطابق عینکیں بڑی احتیاط کے ساتھ تیار کی جاتی ہیں۔
- ہم طلبا، اساتذہ اور صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں کو خاص رعایت دیتے ہیں۔
- عینکوں کی مرمت بالکل مفت کی جاتی ہے۔
- مستحق افراد کو ادویات اور عینکیں بالکل مفت دی جاتی ہیں اور سب سے بڑی بات کہ ہم صرف کاروبار نہیں کرتے بلکہ خدمت خلق ہمارا مطمع نظر ہے۔

اگر یہ تمام خدمات اور سہولیات آپ کی توقعات سے بڑھ کر ہیں تو یقیناً ہم آپ کی توجہ اور تعاون کے مستحق ہیں۔

آپ کے مخلص:

شاہ میڈیکو اینڈ آپٹیکو (فیصل آباد والے)

نزد مسجد مہدی گولبازار۔ ربوہ

مشتری ہوشیار باش!

ہر گاہ خاص و عام کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ دارالفتوح کارنر بلاک ایس میں پلاٹ نمبر 49 50 رقبہ ایک کنال چار مرلہ خسرہ نمبر 1865/1635/1216 و پلاٹ نمبر 19-20 رقبہ 12 مرلہ خسرہ نمبر 1865/1635/1216 موضع چھنی کھچی کا بلا شرکتِ غیرے میں مالک و مختار ہوں۔ کوئی صاحب ان پلاٹس کے بارے میں کسی دوسرے شخص یا پراپرٹی ڈیلر سے معاملات نہ طے کریں ورنہ ہر قسم کے نقصان۔ ہرجہ و خرچہ کے ذمہ دار خود ہوں گے۔

شیخ راحیل احمد

پروپرائٹر:- اقبال سٹور۔ مسلم کمرشل بنک والی گلی۔ گول بازار ربوہ